

## لقیط کے اخراجات کی ذمہ داری: فقہی نظریات کا مطالعہ

# Responsibility of Abandoned Child's Expenditures: A Study of Juristic Approaches

### 1) Naseem Mahmood

Postdoctoral Fellow, Institute of Islamic Research, International Islamic University, Islamabad, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot., Email: [drnasimskt@gmail.com](mailto:drnasimskt@gmail.com)

### 2) Zahoor-ul-Allah Al Azhari

Chairman Department of Islamic Studies, Al Qadir University Project Trust, Sohawa, Email: [zahoor.ullah@alqadir.edu.pk](mailto:zahoor.ullah@alqadir.edu.pk)

### 3) Abdul Aleem

Knowledge Head Unit Social Sciences and Humanities, University of Management and Technology, Sialkot, Email: [abdul.aleem@skt.umt.edu.pk](mailto:abdul.aleem@skt.umt.edu.pk)

---

## KEYWORDS

*Human Society  
Daily Needs  
Head of State  
Muslim Treasury  
Loan  
Charity*

## ABSTRACT

Abandoned child is a neglected figure of any human society and it is only due to absence of any responsible person to care such child. This term is not specified for the illegitimate child only but it also covers the children thrown due to poverty fear, unavailability of livelihood means, left alone due to natural disaster or human wars. Islam does not allow the society at large to leave such children helpless. This research paper is a study of juristic approaches regarding the responsibility of abandoned child's expenditures. This discussion will explore the persons liable to manage such expenditures and also will mention the limits and nature of the expenditures. Three main approaches regarding the liability of the expenditures have been discussed in detail. First of all the needs of such child will be satisfied from his own wealth if available then it will be converted to Muslim treasury, head of Islamic state and after all to the whole Muslim community at large, according to three different juristic approaches. If the head of state appoints any person to look after such child's matters and he spends his money for this purpose, will it be considered the loan, liable to be returned, or it will be considered the charity from such caretaker? Different Juristic approaches along with their arguments have been discussed in detail in this regard. The debate concludes with result of the majority opinion that, first of all needs of such child will be satisfied from the Muslim treasury and if its funds are insufficient for his needs then any well off person of the society will bear the expenditures preferably on charity basis and if not capable to afford, then on loan basis. Food, clothing, residence, health, necessary travel and education etc are declared the major expenditures to be provided and it will be according to the need of time, place, and society and also according to the family position of the responsible belongs to. This study is an effort to discuss the Islamic teachings about the satisfaction of daily needs of this neglected class of the society so that they may lead their respectable life.

## تعارفِ موضوع

انسانی معاشرہ میں مختلف طبقات اور مختلف حیثیتوں کے افراد بستے ہیں، اس اعتبار سے ان کا طرز زندگی اور اس سے وابستہ ضروریات الگ الگ ہوتی ہیں۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو زندگی کے ہر طبقہ کو اس کی زندگی سے متعلق تمام احکام فراہم کرتا ہے اور ان احکام میں سے ایک اہم حکم معاشرہ کے غریب اور نادار افراد کی کفالت ہے۔ ان نادار اور محروم الوسائل طبقات میں سے ایک طبقہ ان بچوں پر مشتمل ہے جن کا نہ تو کوئی پرسان حال ہوتا ہے اور نہ ہی ان کو فوری طور پر کسی کی طرف نسبی اعتبار سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے بچے کو لقیط کا نام دیا جاتا ہے اور "یہ وہ بچہ ہوتا ہے جس کو اس کا خاندان بدکاری کے طعنہ سے بچنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے پھینک جاتا ہے" <sup>1</sup> اور اس کو اگر مزید مفہوم میں لے جائیں تو "اس سے مراد وہ بچہ ہے جس کو اس کے خاندان والے غربت کی وجہ سے یا بدکاری کے طعنہ بچنے کے لئے پھینک جائیں" <sup>2</sup>۔ بہر حال لقیط انسان ہونے کے ناطے حفاظت و کفالت ایک معاشرتی ذمہ داری ہے اسی ذمہ داری کی تفصیلات اس بحث کا موضوع ہے تاکہ معاشرے میں ملنے والے ایسے بچے ضائع و ہلاک نہ ہوں بلکہ ان کی کفالت کر کے پالا جائے اور معاشرے کا کارآمد فرد بنایا جائے۔

## بنیادی سوال

کسی بھی مسلم معاشرے میں سر راہ ملنے والے بچے کو پالنے اور اس کے اخراجات کو پورا کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟ اور ذمہ داری کے ثبوت کے بعد اخراجات کس مقدار میں پورا کرنا لازم ہیں؟ یہ اس تحقیق کے سوال ہیں جن کا تسلی بخش جواب ضروری ہے تاکہ ذمہ داری کے تعین کے بعد ضروری اور مطلوبہ اخراجات کو پورا کیا جاسکے اور اس بچے کو بے یار و مددگار نہ چھوڑا جائے۔

## لقیط کے لغوی معنی

لقیط لفظ سے نکلا ہے جس کا لغوی معنی کسی شخص کا زمین پر کسی چیز کا بغیر ارادہ اور بغیر درخواست کے پانا ہے <sup>3</sup> اور لقیط وہ گری پڑی چیز ہوگی جو کہ بغیر زمین پر پڑی مل جائے اور اسے کوئی اٹھالے۔ اس میں پھل وغیرہ تمام گری پڑی اشیاء شامل ہوں گی۔ اب التقاط کا مطلب کسی گری پڑی چیز کو اٹھانا ہے اسی لئے فرعون نے جب موسیٰ علیہ السلام کو دریا سے اٹھایا تو اس کے لئے قرآن کریم نے التقط کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

<sup>1</sup> - محمد عزمی البکری، صیغ دعاوی الاحوال الشخصية (القاهرة: دار محمود للنشر والتوزیع) ص 536

Muhammad Azmī Al-Bikrī, *Sīāgh-u-Da'awī-il-Ahwal-il-ShaKhsiīah* (Al-Qāhirah: Dār-o-Mahmūd Lil-Nashr-e-Wal-Taozī) P:356

<sup>2</sup> - ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع (مصر: مطبعة شرکة المطبوعات العلمیة، 1327-1328)، 6/197؛ عثمان بن علی الزلیعی، تمییز الحقائق (القاهرة: المطبعة الکبریٰ لایمیریة، 1313ھ) 3/297؛ کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن الصمام، فتح القدر (بیروت: دار الفکر) 6/110؛ عبداللہ بن محمود الموصلی، الاختیار لتعلیل الحقائق (القاهرة: مطبعة الحنفی، 1356ھ-1931م) 3/29

Abu Bakr Bin Mas'ūd Al-Kāsānī, *Badāi' -ul-Sanāi'* (Misr: Maṭba'ah Sharikt-ul-Maṭbū'āt-il-'ilmīyah, 1327-1328 AH) 6/197; 'uthmān Bin 'alī Al-Zīlā'i, *Tabyīn-ul-Haqāiq* (Al-Qāhirah: Al-Maṭba'at-ul-Kubrā Al-Amīriyah, 1313 AH) 3/297;

Kamāl-ul-Dīn Muhammad Bin 'abd-ul-Wāhid Ibn-ul-Hummām, *Fath-ul-Qadīr* (Birut: Darul-Fikr) 6/110; 'abduallah Min Mahmūd Al-Mūsālī, *Al-Ikhtār Li Ta'līl-il-Mukhtār* (Al-Qāhirah: Maṭba'at-ul-Hanafī, 1356 AH-1931AD) 3/29.

<sup>3</sup> - محمد بن کرم ابن منظور، لسان العرب (بیروت: دارالصادر، 1414ھ) 7/392-393

Muhammad Bin Mukrram Ibn-e-Manzūr, *Lisān-ul-'arab* (Bīrūt: Dār-o-Sādir, 1414 AH) 7/392-393.

فَالْتَقَطَةَ الْفِرْعَوْنَ<sup>4</sup> "پس اس کو آل فرعون نے اٹھالیا"

اب لقیطہ لغوی اعتبار سے اس چیز کو کہا جائے گا جو کہ زمین پہ پڑی مل جائے اسی فقہ کی کتب میں عام گری پڑی اشیاء کے احکام کے حوالے سے لقطہ اور گرے پڑے بچوں کے احکام کے حوالے سے لقیطہ کی اصطلاحات کے تحت تفصیلی احکام ملتے ہیں۔

### لقیطہ کا اصطلاحی معنی

فقہ کی اصطلاح میں لقیطہ کا لفظ ہر اس بچے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کہ زمین پر پڑا ہوا اٹھایا جائے<sup>5</sup> لیکن ابن منظور افریقی نے اس میں ایک شرط کا اضافہ کیا ہے ایسے گرے پڑے بچے کے والدین نامعلوم ہوں<sup>6</sup>۔ جبکہ بکری نے اس کے مفہوم کو وسیع کرتے ہوئے اس میں ہر اس بچے کو شامل کر لیا ہے جس کو اس کے والدین نے بدکاری کی بدنامی سے بچنے کے لئے، غربت یا کسی اور وجہ سے پھینک دیا ہو<sup>7</sup> اور اس کا کوئی کفیل نہ ہو<sup>8</sup>۔ اسی مفہوم میں چند جہتوں میں اختلاف کے ساتھ احناف، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کی تعریفات ملتی ہیں<sup>9</sup>۔ پاکستانی قانون میں ایسے بچوں کے لئے نظر انداز کردہ

<sup>4</sup>۔ القرآن الکریم، 8:28

Al-Qur'ān, 28:8

<sup>5</sup>۔ ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب، سورۃ القصص، رقم الآیہ: 7-9 (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1420ھ) 24/580

Abu 'abdullah Muhammad Min 'umar Fakuhr-l-Din Al-Razī, *Maḥāṭith-ul-Ghaib* (Bīrūt: Dār-o-Ihīā Al-Tarath al-Arabī, 1420 AH)24/580

<sup>6</sup>۔ ابن منظور افریقی، لسان العرب، 7/392-393

Ibn-e-Manzūr, *Lisān-ul-'arab*, 7/392-393.

<sup>7</sup>۔ بکری، صیغ دعاوی الاحوال الشخصية، 536

Al-Bikrī, *Sūagh-u-Da'awī-il-Ahwal-il-Shakhsīyah*, P:356

<sup>8</sup>۔ محمد بن یوسف العبدری، التاج والاکلیل لمختصر خلیل (دارالکتب العلمیہ، 1416ھ-1994)، 8/53

Muhammad Bin yūsuf Al-'abdarī, *Al-Tāj Wal-Iklīl Li Mukhtasar Al-Khalīl*, (Dār-ul-Kutub-il-'ilmīyah, 1416AH-1994AD)8/53.

<sup>9</sup>۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، 6/197؛ الزیلعی، تمییز الحقائق، 3/297؛ ابن الصمام، فتح القدر، 6/110؛ الموصلی، الاختیار لتعلیل الحما، 3/39؛ محمد بن احمد الدسوقی، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر (بیروت: دار الفکر) 4/127؛ احمد بن غانم النفرای، الفواکہ الدوانی علی رسالہ ابن ابی زید القیروانی (بیروت: دار الفکر، 1415ھ-1995م) 2/172؛ یحییٰ بن شرف النووی، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین (بیروت: 1412ھ-1991م) 5/419؛ عبد اللہ بن احمد اب قدامہ المقدسی، المغنی (القاهرہ: المکتبۃ القاہرہ، 1338ھ-1968م) 6/112؛ منصور بن یونس البھوتی، کشاف القناع (بیروت: دارالکتب العلمیہ) 4/226؛ منصور بن یونس البھوتی، شرح منتهی الارادات (بیروت: عالم الکتب، 1414ھ-1993م) 2/387

Al-Kāsānī, *Badāi'-ul-Sanāi'*, 6/197; Al-Zīlā'ī, *Tabyīn-ul-Haqāiq*, 3/297; Ibn-ul-Hummām, *Fath-ul-Qadir*, 6/110; Al-Mūsālī, *Al-Ikhtār Li Ta'līl-il-Mukhtār*, 3/39; Muhammad Bin Ahmad Al-Dusūqī, *Hashīat-ul-Dusūqī 'la-al-Sharh al-Kabīr* (Bīrūt: Dār-ul-Fikr)4/127; Ahmad Bin Ghānim Al-Nafrawī, *Al-Fawākih-ul-Dwānī 'la Risālat-e-Ibn-e-Abī Zayd Al-Qāirwānī* (Bīrūt: Dār-ul-Fikr, 1415 AH 1995 AD)2/172; Iahīā Bin Sharaf Al-Nawawī, *Raūdhāt-ul-ṭālibīn Wa 'umda-ul-Muftīn* (Bīrūt: 1412 AH-1991 AD)5/419; 'abdullah Bin Ahmad Ibn-e-Qudāmah Al-Muqaddasī, *Al-Mughnī* (Al-Qāhirah: Maktabat-ul-Qāhirah, 1338 AH-1968 AD)6/112; Mansūr Bin tūnas Al-Bahūtī, *Kashshāf-ul-Qannā'* (Bīrūt: Dār-ul-Kutub-il-'ilmīyah)4/226; Mansūr Bin tūnas Al-Bahūtī, *Sharah Muntahā-al-Irādāt* (Bīrūt: 'ālam-ul-kutub, 1414 AH-1993 AD)2/387.

بچہ (Neglected Child)<sup>10</sup>، خطرے میں گھرا بچہ (Child at Risk)<sup>11</sup> اور تحفظ کا ضرورت مند بچہ (Child in Need of Protection)<sup>12</sup> جیسی اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ان تمام تعریفات پر غور کیا جائے تو لا وارث بے سہارا، ولد الحرام، جنگ زدہ یا گمشدہ تمام بچے اس میں شامل ہوں گے بشرطیکہ ان کے والدین کا پتہ نہ ہو اور اگر والدین معلوم ہیں تو ان کو یتیم اور مسکین بچوں میں شمار کر کے ان کی گزر بسر کا سامان کرنا بھی معاشرتی ذمہ داریوں میں شامل ہو گا۔ اس بحث کا موضوع وہ بچے ہوں گے جن کے والدین کا علم نہ ہو اور ان کو اوپر بیان کردہ وجوہات میں سے کسی وجہ سے پھینک دیا گیا ہو یا وہ لا وارث ہو چکے ہوں۔

### لقیط کے اخراجات کی ذمہ داری

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کا خالق ہے اور رحم مادر میں جب اس کے جسم میں روح پھونکی جاتی ہے تبھی سے اس کو بعد از پیدائش زندگی بھر ملنے والا رزق، اسکی عمر، عمل اور شقاوت و سعادت سب لکھ دیا جاتا ہے<sup>13</sup> مگر پھر بھی انسانیت کی قدر کا احساس دلانے کے لئے اس کے رشتہ داروں اور معاشرے کے دیگر افراد کی اس سے متعلق ذمہ داریوں کو واضح کر دیا گیا ہے۔ ان ذمہ داریوں میں اہم ذمہ داری لقیط کے دائرہ میں آنے والے لا وارث اور بے سہارا بچوں کی زندگی کی ضروریات کو پورا کر کے ان کو گذر بسر کے سامان کی فراہمی کی ذمہ داری ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے فقہاء کے نظریات کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ معاشرے کے ذمہ دار ان اپنے اس فرض کو اچھی طرح نبھا کر ان بچوں کی پرورش کا سامان کریں۔

### بچے کے اپنے مال میں سے خرچ کیا جائے گا

بعض اوقات لقیط کو بے سہارا چھوڑنے والے اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ مال بھی رکھ دیتے ہیں اگر اس طرح کا معاملہ ہو تو اس کی ضروریات اسی مال سے پوری کی جائیں گی اور اس کو یتیم پر قیاس کرتے ہوئے اٹھانے والے پر اس کے مال کی حفاظت اسی طرح لازم ہوگی جس طرح یتیم کا مال کی حفاظت قرآن کریم نے لازم کی ہے اور اس کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ سَوَاءً لَمْ يَسْأَلُوا بِالْخَيْبِثِ بِالطَّلَبِ سَوَاءً تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا<sup>14</sup>

"اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور ناپاک کو پاک سے نہ بدلو اور نہ ہی ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر کھاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے" ویسے بھی اخراجات کے حوالے سے ایک اصول ہے کہ:

ان نفقة كل انسان تكون من ماله الا الزوجة فان نفقتها تكون من مال زوجها وان كانت ذات مال<sup>15</sup>

<sup>10</sup> Punjab Destitute and Neglected Children Act, 2004, Section 2 (d)

<sup>11</sup> -Sindh Child Protection Authority Act, 2011, Section 2 (e)

<sup>12</sup> -Khyber Pakhtunkhwa Child Protection and Welfare Act, 2010, Section 2 (g)

<sup>13</sup> - ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح (دمشق: دار طوق النجاة، 1422ھ) کتاب القدر، باب کیفیة خلق الادی فی بطن امه و کتابہ رزقہ و عمرہ و عملہ و شقاوتہ و سعادتہ، 4/2036، رقم الحدیث: 2643

Bukhārī, Abū 'abdullah Mummad Bin Ismā'il, Al-Jāmi'-'ul-Sahīh (Dimishq: Dāru ṭāuq-il-Najāt, 1422 AH) Kitāb-ul-Qadr, Bab-o-Kaifiyat-e-Khalq-il-Aādami-e-Fi Batn-e-Ummihi Wa Kitābat-e-Rizqihi Wa 'umurihi Wa Shaqawathi Wa Sa'adatihi, 4/2036, Hadith No.2643.

<sup>14</sup> - القرآن، 2:4

"ہر انسان کے اخراجات اس کے اپنے مال میں سے ہوں گے سوائے بیوی کے کہ وہ اگرچہ مالدار ہو تب بھی اس کا خرچہ اس کے شوہر کے ذمے ہے" اس اصول کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے بھی ملتی ہے جس میں مال کے خرچ کی جہتوں کو بیان فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ابدأ بنفسك فتصدق عليها فإن فضل شئ فأهلك فإن فضل شئ عن أهلك فلذي قرابتك فإن فضل عن ذي قرابتك شئ فهكذا وهكذا<sup>16</sup>

"اپنی ذات سے آغاز کر اور اس پر خرچ کر، پھر اگر کوئی چیز بیچ جائے تو وہ تیرے گھر والوں کے لئے ہے، پھر اگر تیرے گھر والوں سے کچھ بیچ جائے تو وہ تیرے قرابتداروں کے لئے اور اگر ان سے کچھ بیچ جائے تو وہ اس طرح اس طرح ہے"

اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو حکومتی بیت المال سے اس کے اخراجات پورے کئے جائیں گے<sup>17</sup>

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ: "تَصَدَّقُوا"، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عِنْدِي دِينَارٌ. قَالَ: "أَنْفِقْهُ عَلَى نَفْسِكَ". قَالَ: إِنَّ عِنْدِي آخَرَ، قَالَ: "أَنْفِقْهُ عَلَى زَوْجَتِكَ". قَالَ: إِنَّ عِنْدِي آخَرَ، قَالَ: "أَنْفِقْهُ عَلَى خَادِمِكَ". قَالَ: "إِنَّ عِنْدِي آخَرَ". قَالَ: "أَنْتَ أَبْصَرُ"<sup>18</sup>

"آپ ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام کو فرمایا کہ صدقہ کیا کرو تو اک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک دینار ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے آپ پر خرچ کر، پھر کہنے لگا کہ میرے پاس ایک اور بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے بیٹے پر خرچ کر پھر کہنے لگا میرے پاس ایک اور بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے خادم پر خرچ کر، کہنے لگا میرے پاس ایک اور ہے تو فرمایا: تو زیادہ بہتر سمجھتا ہے"

اس روایت میں بیان کردہ اخراجات کی جہتوں سب سے پہلے چونکہ انسان کی اپنی ذات ہے اس لئے لقیط کے ساتھ اگر کوئی مال بھی پڑا ملے اور وہ اس کے اخراجات کی کفایت کے مطابق ہو تو اس کو اس کی ملکیت شمار کرتے ہوئے اس کے اخراجات کے لئے استعمال میں لایا جائے گا۔ اس مقام پر فقہاء کے

<sup>15</sup> - عبد الکریم زیدان، المفصل فی احکام المرأة والبيت المسلم فی الشريعة الاسلامیة (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1415ھ) 6/424

'abdul krīm Zaīdān, *Al-Mufasssal Fī Ahkām-il-Mar'at-e-Wal Baīt-il-Muslim Fī-il-Shar'at-il-Islamīyah* (Bīrūt: Muūassasat-ul-Risālah, 1415 AH)6/424.

<sup>16</sup> - مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب الابداء فی النفقہ، 2/692، رقم الحدیث: 997

Muslim Bin Hajjāj, *Al-Jāmi'-ul-Sahīh*, Tahqīq: Muhammad Fuūād 'abdul Bāqī, Kitāb-ul-Zakāt, Bāb-ul-Ibtida-e-Bil Nafaqah (Bīrūt: Dār-o-Ihīa Al-Tarath al-Arabī)2/692, Hadīth No.997.

<sup>17</sup> - الکاسانی، بدائع الصنائع، 6:270

Al-Kāsānī, *Badāi'-ul-Sanāi'*, 6/270.

<sup>18</sup> - محمد ابن حبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، تحقیق: شعیب الارنؤوط (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1414ھ - 1993م) کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ التطوع، 8/126، رقم الحدیث: 3337؛ احمد بن الحسن بن علی ابو بکر البیهقی، السنن الکبریٰ، تحقیق: محمد عبد القادر عطا (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1424ھ - 2003م) کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب

النفقۃ للزوجہ، 7/768، رقم الحدیث: 15691

Muhammad Ibn-e-Hibbān, *Sahīh Ibn-e-Hibbān Bitatīb-e-Ibn-e-Balbān*, Tahqīq: Sho'tb Al-Arnaūt (Bīrūt: Muassat-ul-Risālah, 1414AH-1993AD), Kitāb-ul-Zakāt, Bāb-o-Sadaqat-il-Tataūū', 8/126, Hadīth No.3337; Ahmad Bin-il-Husaīn Bin 'alī Abū Bakar Al-Bāihakī, *Al-Sunan-ul-Kubrā*, Tahqīq: Muhammad 'abd-ul-Qādir 'atā (Bīrūt: Dār-ul-Kutub-il-'ilmīyah, 1424AH-2003AD) Kitāb-ul-Zakāt, Bāb-o-ūjūb-il-Nafaqah Li-il-Zaūjah, 7/768, Hadīth No.15691.

درمیان ایک اور بحث ملتی ہے کہ اگر اس بچے کی ملکیت میں مال خاص بھی اور مال عام<sup>19</sup> بھی ہو خرچ میں کس کو اولیت دی جائے گی؟ بعض متاخرین شافعیہ کا موقف ہے مال خاص کو اس حوالے سے ترجیح دی جائے گی<sup>20</sup> اور ایسے بچے پر اس کے خاص مال میں سے خرچ کیا جائے گا۔ اس میں پنہاں مقصد یہ ہے کہ مال خاص بلا شرکتِ غیرے اس کی ذاتی ملکیت ہے اور کو اس مد کی وصیتیں اور ہبات میں دیگر لاوارث بچوں کا بھی حق ہے لہذا اس کے ذاتی مال کی موجودگی میں دوسروں کے مال سے خرچ کرنا ان کی حق تلفی ہوگی جس سے بچا لازم ہے۔

اب یہاں ایک اور مسئلہ کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ جب اس بات کا تعین ہو گیا کہ لاوارث بچے پر خرچ اس کے ذاتی مال سے کیا جائے گا تو کیا اس لاوارث بچے کو اٹھانے والا یا اپنانے والا اس مال میں سے اپنی مرضی کی مقدار کے مطابق مال خرچ کرنے میں آزاد ہو گا یا اس کو پہلے قاضی کی اجازت لینا ہوگی؟ شافعیہ کا اس بارے میں موقف ہے کہ ملقط اپنی مرضی سے اس بچے پر خرچ نہیں کر سکتا بلکہ اسے پہلے خاتم وقت یا اس کے نائب جو کہ قاضی ہے اس سے اجازت لینا ہوگی اور اگر وہ ان میں سے کسی ایک کی اجازت کے بغیر خرچ کر دیتا ہے تو وہ اس کا ضامن ہو گا اور اس خرچ کردہ مال کو بچے کے مال میں لوٹانا لازم ہو گا اور اس مقصد کے لئے وہ بچے کے مال کی طرف رجوع نہیں کرے گا<sup>21</sup> بلکہ یہ ادائیگی اپنے ملکیتی مال سے کرے گا اور یہاں حاکم یا قاضی کی اجازت کی شرط اس لئے لگائی جا رہی ہے کہ ملقط کے پاس اس بچے کی ولایت کا حق نہیں ہے<sup>22</sup> اور اس حق کے بغیر اس کے مال میں تصرف کا اختیار بھی نہیں ہو گا اور اگر وہ اس اختیار کے بغیر تصرف کرے گا تو اس کا ضامن ہو گا۔

### مسلمانوں کے بیت المال میں سے خرچ کیا جائے گا

اگر بچے کا اپنا کوئی مال نہ ہو تو مسلمانوں کے بیت المال سے اس کے اخراجات پورے کئے جائیں گے<sup>23</sup>۔ اس نظریہ کے حاملین جن متعدد دلائل سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں ان سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ ہے کہ سنین بن جمیلہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک لاوارث بچے کو اٹھا کر لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بچہ تو ان کے حوالے کر دیا مگر اس کے اخراجات کی ذمہ داری خود اٹھائی اور یہ ذمہ داری انہوں نے اپنے اوپر

<sup>19</sup>۔ مال خاص سے مراد وہ کپڑے ہیں جن میں یہ لپٹا ہوا یا اس نے پہنے ہوں یا جس پر اس کا ہاتھ ہو یا جو اس کے قریب پڑا ہو یا کسی نے اس کے حق میں وصیت کی ہو اور مال عام سے مراد اس کے حق میں کئے گئے ہبات اور لقطاء کے لئے عمومی وصیتیں ہیں۔ محمد بن شمس خطیب الشریبی، *معنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج* (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1415ھ-1994م) 3/602

Muhammad Bin Shams Khaṭīb Al-Sharbīnī, *Mughnī-ul-Muhtāj Ilā Ma'ānī Alfāz-il-Minhāj* (Bīrūt: Dār-ul-Kutub-il-`ilmiyah, 1415AH-1994AD) 3/602.

<sup>20</sup>۔ خطیب الشریبی، *معنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج*، 3/602

Khaṭīb Al-Sharbīnī, *Mughnī-ul-Muhtāj Ilā Ma'ānī Alfāz-il-Minhāj*, 3/602.

<sup>21</sup>۔ خطیب الشریبی، *معنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج*، 3/604؛ النووی، *روضۃ الطالبین وعمدۃ المقتدین*، 5/428

<sup>22</sup>۔ موسیٰ بن احمد النجادی المقدسی، *الاتباع فی فقہ الامام احمد بن حنبل*، تحقیق: عبداللطیف محمد موسیٰ البکی (بیروت: دارالمعرفۃ) 2/376

Khaṭīb Al-Sharbīnī, *Mughnī-ul-Muhtāj Ilā Ma'ānī Alfāz-il-Minhāj*, 3/602; Al-Nawawī, *Raūdhāt-ul-ṭālibīn Wa`umda-ul-Muftīn*, 5/428; Mūsā Bin Ahmad Al-Hajāvī, *Al-Iqnā` Fī Fiqh-il-Imām Ahmad Bin Hanbal*, Tahqīq: `adb-ul-Laṭīf Muhammad Bin Mūsā Al-Subkī, (Bīrūt: Dār-ul-Ma`rifah) 2/376.

<sup>23</sup>۔ الکاسانی، *بدائع الصنائع*، 6/270

Al-Kāsānī, *Badāi'ul-Sanāi'*, 6/270

سربراہ مملکت ہونے کی حیثیت سے ڈالی<sup>24</sup>۔ ابن سعد اسی معاملہ کو مزید واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی ان کے پاس کوئی لاوارث بچہ لے کر آتا تو آپ یہ بچہ اس کے حوالے کرتے ہوئے اس بچے کے اخراجات کے طور پر سودر ہم اس کے لئے مقرر فرما دیتے اور فرماتے کہ اس کے اخراجات کے مطابق مناسب رقم (بیت المال سے) لیتے رہو اور یہ رقم سال بہ سال تبدیل ہوتی رہتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے بچوں کی بہتر نگہداشت کا اہتمام بھی کرتے اور بیت مسلمانوں کے بیت المال سے ان کے اخراجات کی ادائیگی کا بندوبست بھی کرتے<sup>25</sup>۔

مزید اس پر دلیل دیتے ہوئے اس نظریہ کے حاملین کا کہنا ہے کہ بیت المال مسلمانوں کی وراثت ہے جس میں جمع مال مسلمانوں کے فقراء اور نادار افراد پر خرچ کیا جاتا ہے اور اس میں مال اکٹھا کرنے کا مقصد ہی مسلم معاشرہ کے وسائل سے محروم افراد کی کفالت کرتے ہوئے ان کی روزمرہ ضروریات کو پورا کرنے کا اہتمام کرنا ہے۔ فقراء اور محروم الوسائل مسلمانوں کے قریبی رشتہ دار اگر ان کی کفالت کرنے سے عاجز ہوں تو ایسی صورت میں بیت المال ایسے افراد کی کفالت کا ضامن ہوتا ہے اور سب اہتمام سربراہ مملکت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہوگا۔ اسی ذمہ داری کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ملتی ہے:

من توفي من المؤمنين فترك ديناً فعلي قضاؤه ومن ترك مالا فلورثته<sup>26</sup>

"جو بھی مسلمان فوت ہو جائے اور وہ قرض چھوڑ کر جائے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑے تو وہ اس ورثاء کے لئے ہے" یہ حقائق واضح کرتے ہیں کہ لاوارث پڑے ملنے والے بچوں کی کفالت مسلمانوں سے بیت المال سے کی جائے گی۔ اس طرح کوئی بھی ایسے بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داروں بلا حیل و حجت قبول کر لے گا اور اس ذمہ داروں کو نبھانے میں کسی تردد و تفکر کا شکار نہیں ہوگا۔ اس طرح بچے کی کفالت کے ساتھ ساتھ اس کی بہتر تربیت کا اہتمام بھی ہو جائے گا اور معاشرتی غلط کاریوں یا فکرِ معاش کی وجہ سے پھینکے جانے والے بچوں کو موت یا کسی سور بڑے حادثے سے بھی بچایا جاسکے گا۔

بیت المال میں مال کی عدم دستیابی کی صورت میں ذمہ داری کا تعین

<sup>24</sup>۔ مالک بن انس، الموطأ، تصحیح، ترقیم و تخریج: محمد فواد عبدالباقی، کتاب الاقضية، باب القضاء فی المنسوذ، (بیروت: دارالاحیاء التراث العربی، 1406ھ-1985ء) 2/738، رقم الحدیث: 19؛ ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی، المصنف، کتاب الولاء، باب ولاء اللقیط (المجلس العلمی الہند) 9/14، رقم الحدیث: 16182

Malik Bin Anas, **Al-Muaṭṭā**, Tashīh, Tarqīm Wa Takhrīj, Kitāb-ul-Aqghīyah, Bab-ul-Qadhā-i-Fil Manbūd, (Bīrūt: Dār-o-Ihīa Al-Tarath al-`rabī, 1406 AH-1985AD)2/738, Hadīth No.19; Abu Bakar `abd-ul-Razzāq Bin Humām San`āni, **Al-Musannaf**, Kitāb-ul-Wilā, Bāb-o-Wilā-il-Laḳīt (Al-Majlis-ul-`ilmī-il-Hind)9/14, Hadīth No. 16182

<sup>25</sup>۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ (بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1410ھ-1990ء) 3/214۔

Muhammad Bin Sa`d, **Al-Tabaqāt-ul-Kubā** (Bīrūt: Dār-ul-Kutub-il-`ilmīyah, 1410AH-1990AD)3/214

<sup>26</sup>۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الکفالة، باب من تکفل عن میت دینا فلیس له ان یرجع، 3/97، رقم الحدیث: 2298

Bukhārī, **Al-Jāmi`-ul-Sahīh**, Kitāb-ul-Kafālah, Bāb-o-Man TaKaffala`an Maṭītin Falaīsa Lahu An ĩarjī`a, 3/97, Hadīth No.2298.

بیت المال میں مال کی موجودگی کی صورت میں تو اس بچے کی ضروریات کا اہتمام اس مال سے کر دیا جائے گا لیکن ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر بیت المال میں سرے سے مال موجود ہی نہ ہو یا پھر ہو تو سہی مگر اس سے اہم کسی معاملہ میں اس کو خرچ کرنا ضروری ہو تو پھر بچے کی روز مرہ کی ضروریات کس طرح پوری کی جائیں گی۔ اس مسئلہ میں فقہاء کی دو مختلف آراء ہیں:

### i. احناف اور مالکیہ کا موقف

ایسی صورت میں احناف اور مالکیہ کا موقف ہے بچے کو اٹھانے والے کو اس کی ضروریات کا کفیل بنایا جائے اور اس کو ذمہ داری سونپی جائے گی کہ وہ اس بچے کے اخراجات پورے کرے یا اس کا اہتمام کرے<sup>27</sup>۔ احناف اس میں مزید ایک بات کا اضافہ کرتے ہیں کہ ایسے بچے کو اٹھانے والا اس بچے پر کئے جانے والے اخراجات اس کو ہبہ نہیں کرے گا بلکہ قاضی آرڈر کرے گا کہ ایسے فرد کی طرف سے کئے گئے اخراجات بعد ازاں اگر ممکن اس کو لوٹائے جائیں۔<sup>28</sup> اس فیصلہ کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عمومی طور پر انسانی ہمدردی کے تحت لوگ اس قسم کے بچوں کو اپنا تو لیتے ہیں اور کچھ عرصہ تک اس کی ضروریات بخوشی پوری بھی کرتے رہتے ہیں۔ معاشرتی رواج بھی یہی ہے ایسے بچے کو اپنانے والا اس کے تمام تر اخراجات کی ذمہ داری بھی قبول کرتا ہے مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی سٹیج پر یہ ہمدردی اس کے لئے بوجھ بن جائے اور وہ معاشرتی رواج کے پیش نظر اس کی کفالت پر مال خرچ کر کے بوجھ بھی محسوس کر رہا ہو مگر شرمساری کے خوف سے اس کا اظہار بھی نہ کر سکتا ہو۔ لیکن اگر اس کو پتہ ہو کہ میرا خرچ کردہ مال اسے واپس مل جائے گا تو وہ بلا تامل اس بچے پر خرچ کرے گا اور اس طرح بچے کی کفالت بھی بہتر انداز سے ہوگی اور اس کو بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی ہوگی اور اس کو اپنانے والا بھی ہر قسم کے خدشات سے آزاد ہوگا۔

### ii. جمہور کا موقف

لاوارث بچے کی ضروریات کی ذمہ داری کے حوالے سے جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ اس کو اپنانے والا اس کے اخراجات کو پورا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہوگا<sup>29</sup> اس لئے کہ ملقط کا اس بچے کو اٹھانا یا اپنانا اس کی کفالت کی ذمہ داری کا سبب نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کی مہربانی ہے کہ وہ اس بچے کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ایسا قدم اٹھا رہا ہے ہاں البتہ اس کا اس بچے پر خرچ کرنا اس کے لئے مستحب ہے اس بچے پر خرچ کرنے کی اصل ذمہ داری تو سربراہ مملکت کی ہے اور وہ اپنے ارد گرد افراد میں سے کسی ایک کو ذمہ دار ٹھہرائے گا کہ وہ اس بچے کی کفالت کرتے ہوئے اس کی ضروریات کو

<sup>27</sup> ابو عبد اللہ محمد بن محمد الخطاب، مواہب الجلیل فی شرح المختصر الخلیل (بیروت: دار الفکر، 1412ھ-1992م)، 6/80؛ ابو محمد محمود بن موسیٰ بدر الدین العینی، البناہ شرح

الهدایہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1420ھ-2000م) 7/314

Abū 'abdullah Muhammad Bin Muhammad Al-Haṭṭāb, Mawahib-ul-Jalīl Fī Sharh-il-Mukhtasar-il-Khalīl (Bīrūt, Dār-ul-Fikr, 1412 AH-1992 AD), 6/80; Abū Muhammad Mahmūd Bin Mūsā Badr-ul-Dīn Al 'aīnī, **Al-Banāyah Sharh-ul-Hidāyah** (Bīrūt: Dār-ul-Kutub-il-'ilmīyah, 1420AH-2000AD) 7/314.

<sup>28</sup> بدر الدین العینی، البناہ شرح الہدایہ، 7/314

Badr-ul-Dīn Al 'aīnī, **Al-Banāyah Sharh-ul-Hidāyah**, 7/314.

<sup>29</sup> ابن قدامہ، المغنی، 6/115؛ السبوتی، کشاف القناع، 4/227؛ خطیب الشربینی، مغنی المحتاج علی معانی الفاظ المحتاج، 3/601

Ibn-e-Qudāmah, **Al-Mughnī**, 6/115; Al-Bahūtī, **Kashshāf-ul-Qannā**, 4/227; Khaṭīb Al-Sharbīnī, **Mughnī-ul-Muhtāj Ilā Ma'ānī Alfāz-il-Minhā**, 3/601.

پورا کرنے کا بندوبست کرے<sup>30</sup>۔ اب اس ذمہ داری میں سابقہ نظریہ کو ملا کر غور کیا جائے تو جس کو بھی یہ ذمہ داری سونپی جائے گی وہ اس کے معاملات کا انتظام کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا، رہا اس کے اخراجات تو وہ بالآخر مسلمانوں کے بیت المال سے ہی ادا کئے جائیں گے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے بچے کی رضاعت اور اس کے دیگر اخراجات کا اہتمام بیت المال سے ہی کیا کرتے تھے<sup>31</sup>۔ مزید غور سے واضح ہوتا ہے کہ لقیط کی میراث اور اس کا ترکہ بیت المال کے لئے ہے<sup>32</sup> اگرچہ امام سرخسی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے لقیط کی ولاء کے ثبوت کی بناء پر اس کی وراثت بھی ولی کا حق قرار دیا ہے<sup>33</sup> مگر بیت المال کا مقصد ہی فقراء اور محروم الوسائل افراد کے اخراجات کی کفالت کرنا ہے جن میں یتیم اور لقیط سب سے زیادہ مستحق نظر آتے ہیں اس لئے کہ بظاہر ان کا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ و صدقات کے مصارف جو قرآن پاک نے بیان کئے ہیں<sup>34</sup> ان میں بھی لقیط کا استحقاق نظر آتا ہے، اسی طرح مال غنیمت کا خمس وہ بھی فقراء و یتیمی کے استحقاق کو واضح کرتا ہے<sup>35</sup> اس میں لقیط پر خرچ کرنا اس مال کا مقصد نظر آتا ہے اسی طرح ایسی گری پڑی چیزوں کا ملنا جن کا کوئی وارث نہ ملے، ایسے ترکات جن کا کوئی وارث نہ ہو اور ایسے مقنولوں کی دیت جن کا کوئی ولی یا وارث نہ ہو یہ تمام اموال بیت المال میں جمع کروائے جائیں گے اور بقول امام زین بن ابراہیم فقراء پر تقسیم کئے جائیں گے جن میں لقیط اگر فقیر ہو تو اس کا استحقاق زیادہ ہوگا<sup>36</sup>۔ امام ابو زہرہ اس کی صراحت میں واضح کرتے ہیں:

وضوائع الاموال ینفق منها علی ضوائع الاطفال<sup>37</sup>

"(بیت المال میں) لوگوں کے گمشدہ مال (جو جمع کروائے جاتے ہیں) وہ (معاشرہ کے گمشدہ) بچوں پر خرچ کئے جائیں گے"

<sup>30</sup> - النووی، روضة الطالبین وعمدة المفتین، 5/425؛ زکریا محمد بن زکریا الانصاری، اسنی المطالب فی شرح روض الطالب (دارالکتب الاسلامی) 2/498؛ ابن قدامہ،

المغنی، 6/115

Al-Nawawī, **Raūdhāt-ul-ṭālibīn Wa `umda-ul-Muftīn**, 5/425; Zakariyyā Muhammad Bin Zakariyyā Al-Ansārī, **Asannā-al-Mṭālib Fī Sharh-e-Raūdh-il-ṭālib** (Dār-ul-Kitāb-il-Islāmī) 2/498; Ibn-e-Qudāmah, **Al-Mughnī**, 6/115.

<sup>31</sup> - ابو عبد اللہ محمد ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، تحقیق: احسان عباس (بیروت: دار صادر، 1968 م) 3/296 ابن الصمام، فتح القدر، 6/111

Ibn-e-Sa`d, **Al-Tabaqāt-ul-Kubā** 3/296; Ibn-ul-Hummām, **Fath-ul-Qadīr**, 6/111

<sup>32</sup> - علی بن سلیمان المرادوی، الانصاف فی معرفۃ الراج من الخلاف (دار احیاء التراث العربی) 6/445

`alī Bin Sulaīmān Al-Mardāwī, **Al-Insāf Fī Ma`rifat-il-Rājih Min-al-Khilāf** (Bīrūt, Dār-o-Ihā-il-Turāth-il-`arabī, 1374 AH-1955 AD) 6/445

<sup>33</sup> - سرخسی، المسوط، 10/214

Al-Sarkhasī, **Al-Mabsūt**, 10/214

<sup>34</sup> - القرآن، 9:6

**Al-Qur`ān**, 9:6

<sup>35</sup> - القرآن، 8:41

**Al-Qur`ān**, 8:41

<sup>36</sup> - زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق (دارالکتب الاسلامی) 5/128

Zaīn Bin Ibrāhīm Ibn-e-Nujāīm, **Al-Bahr-ul-Rāiq Sharh Kanz-ul-Daqāiq** (Dār-ul-Kitāb-il-Islāmī) 5/128

<sup>37</sup> - ابو زہرہ، الاسلام و تنظیم المجتمع (بیروت: دار الفکر العربی) 123

Abū Zuhrah, **Al-Islām Wa Tanzīm-ul-Mujtama`** (Bīrūt, Dār-ul-Fikr-il-`arabī) P: 123

بلکہ خطیب شربینی نے اس کی مزید صراحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بیت المال کی آمدنی معاشرہ کے فقراء کے لئے ہے اور جن کے پاس مال نہیں ان پر اس مال میں سے خرچ کیا جائے لیکن ایسا نہیں ہے کہ بیت المال کا یہ مال کسی لقیط پر خرچ کر بعد ازاں اس سے اس کی وصولی کی جائے گی اور یہ ایسا ہی ہے کہ اگر کسی بالغ پر ناداری کی صورت میں مال خرچ کیا جائے تو اس کے پاس وسائل کی دستیابی کی صورت میں یہ مال اس سے واپس نہیں لیا جاتا اسی طرح لقیط بھی جو ان ہو کر اگر مالدار ہو جائے تو اس سے اس پر خرچ کیا گیا مال واپس نہیں لیا جائے گا<sup>38</sup>۔

مالکیہ کا اس حوالے سے موقف ہے کہ اگر بیت المال میں کسی وجہ سے بچے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وسائل ہی میسر نہیں ہیں تو پھر ملتقط اس بچے کی کفالت کا ذمہ دار ہو گا اور اس بچے کی بلوغت کے بعد کمانے کی قدرت تک یا لڑکی کی صورت میں شادی کے بعد خاندان کے اس کے ساتھ دخول (یا اس کے گھر رخصتی) تک اس پر خرچ کرنے کا سلسلہ جاری رکھے گا<sup>39</sup> اسی طرح اگر وہ بلوغت سے پہلے ہی بہہ ، وقف یا وصیت کے ذریعے مال حاصل کر کے غنی ہو جائے تو بھی اس کی ذمہ داری ساقط ہو جائے گی<sup>40</sup>۔ مالکیہ کے اس نظریہ کو دیکھا جائے تو اس بچے کو اپنانے والے پر اخراجات کے بندوبست کی ذمہ داری یا تو عرف و عادت کی بناء پر عائد کی جاتی ہے کہ عمومی طور پر اس قسم کے بچے کو اپنانے والا اپنے آپ کو اس کے والد کی جگہ پہ سمجھتا ہے اور والد بن کر ہی اس کو پالتا ہے لہذا اس کو اس بچے کے تمام تر اخراجات کی کفالت کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ دوسری وجہ اس معاملہ کے لزوم کی یہ ہے کہ اس بچے کو اٹھانے والا معاشرہ کے دیگر تمام افراد کی نسبت اس کو اپنانے کا استحقاق رکھتا ہے چنانچہ اس اولویت کی بنا پر اس کو اس کی نگہداشت اور خرچ کے معاملات کا بھی ذمہ دار قرار دیا جائے گا ورنہ ایسے بچے کو اپنانے کا کوئی مقصد ہی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ امام سرخسی اس حوالے سے واضح موقف اختیار کرتے ہیں کہ اس بچے کا اپنانے والا اس بچے کے اخراجات کی کفالت کے لئے تبرع کے طور پر اس پر کرچ کرے گا اور اگر وہ تبرع سے انکار کر دے تو قاضی اس پر اس بچے کے اخراجات کی کفالت لازم کرے گا اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے کو حکم دے گا۔ اس حکم کا مقصد ہی یہی ہے کہ ایسا بچہ معاشرہ بے یار و مددگار نہ رہے اور قاضی اس لئے ایسا حکم صادر کرے گا کہ سماج کا جو بھی فرد اپنے اخراجات پورے کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو قاضی اس کا ولی ہو گا<sup>41</sup> اور ولایت کے اسی اختیار کی بناء پر جو کہ اسے حاکم وقت کی نیابت میں حاصل ہو گا وہ لقیط کو اپنانے والے کو اس کے اخراجات پورا کرنے کا پابند بنائے گا۔

<sup>38</sup>۔ خطیب شربینی، معنی المحتاج علی معانی الفاظ الصحاح، 3/603

Khaṭīb Al-Sharbīnī, *Mughnī-ul-Muhtāj Ilā Ma'ānī Alfāz-il-Minhāj*, 3/603.

<sup>39</sup>۔ الدسوقی، حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر، 4/125

Al-Dusūqī, *Hashīat-ul-Dusūqī `la-al-Sharh al-Kabīr*, 4/125

<sup>40</sup>۔ الدسوقی، حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر، 4/125

Al-Dusūqī, *Hashīat-ul-Dusūqī `la-al-Sharh al-Kabīr*, 4/125

<sup>41</sup>۔ السرخسی، المبسوط، 10/211

Al-Sarkhasī, *Al-Mabsūt*, 10/211

احناف اور مالکیہ ایک نکتہ پر آپس میں متفق ہیں کہ لقیط کو اپنانے والا اس کے اخراجات کا انتظام کرنے کا پابند ہوگا مگر دونوں میں صرف اتنا اختلاف ہے کہ مالکیہ ابتداءً ہی اس بچے پر خرچ کرنے والے کے عدم وجود کی بناء پر اپنانے والے کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں جبکہ احناف قاضی کے حکم کی بناء پر ذمہ دار قرار دیتے ہیں لیکن معاملہ جو بھی اس کو اپنانے والے نے جتنا بھی خرچ کیا ہے اس کو اس سے واپس نہیں لے گا<sup>42</sup>۔ لیکن خرچ کی ذمہ داری والے معاملہ کو وجوب کے طور پر لیا جائے یا تبرع کے طور پر امام سرکسی کی صراحت کے مطابق مقصد دونوں کا اجر و ثواب کا حصول ہے اور اجر و ثواب والے معاملہ میں جس کو جو دیا جاتا اس کی واپسی کا نہ تقاضا کیا جاتا ہے اور نہ واپسی کی توقع رکھی جاتی ہے<sup>43</sup>۔

اس کے برعکس اگر بچے کو اپنانے والا اس کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور اس کی جان بچانے اور اس کا مستقبل محفوظ کرنے کی نیت سے اٹھاتا ہے مگر اس پر تبرع کے طور پر خرچ نہیں کرنا چاہتا بلکہ قرض کے طور پر خرچ کرنا چاہتا ہے اور اس کی واپسی کے تقاضا کی نیت بھی کرتا ہے تو ایسی صورت میں احناف کا مؤقف ہے کہ وہ اس مال کی واپسی کا استحقاق رکھتا ہے جبکہ اس کے اس ارادہ کا ثبوت حاکم وقت یا اس نائب، جیسا کہ قاضی ہے، کے فیصلہ سے یا گواہوں کے بیان سے ثابت ہو جائے تو احناف، حنابلہ اور ایک مؤقف کے مطابق امام نخعی کے نزدیک وہ یہ خرچ کردہ مال واپس لینے کا حق رکھتا ہے اور یہی مؤقف قاضی شریح کا بھی ہے لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نزدیک محض قسم کی بنیاد پر بھی اس کا یہ استحقاق ثابت ہو جائے گا<sup>44</sup>۔ اس معاملہ میں مالکیہ کا مؤقف یہ ہے لقیط کو اپنانے والا اس پر جو بھی خرچ کرتا ہے اس کو واپس لینے کا حق نہیں رکھتا ہاں البتہ اگر بچے کے باپ کا پتہ چل جائے اور وہ اقرار بھی کر لے کہ اس نے جان بوجھ کر اس کو پھینکا ہے اور دوسری طرف اس بچے کو اپنانے والا قسم کھا کر یہ کہے کہ اس نے بچے پر جو خرچ کیا اس کو واپس لینے کی نیت سے کیا ہے اور اس بچے کا حقیقی باپ اس وقت خوشحال بھی ہو تو تب اس کو اپنانے والا اپنے خرچ کردہ مال کی واپسی کا تقاضا کر سکتا ہے<sup>45</sup>۔

اب فقہاء کی ان آراء سے واضح ہوتا ہے کہ اس بچے کو اپنانے والا اس کفالت کا ذمہ دار ہو گا یا پھر حاکم وقت بیت المال سے اس کی کفالت کا بندوبست کرے گا یا پھر اس مقصد کے لئے جس کو مناسب سمجھے اس بچے کی کفالت کی ذمہ داری سونپے گا تا کہ اس بچے کو ہلاکت سے اور اس سے بے اعتنائی کی بناء پر انسانیت کو تذلیل سے بچایا جاسکے۔

<sup>42</sup>۔ مالک بن انس، المدونۃ، (دارالکتب العلمیۃ، 1415ھ-1994م) 2/548

Malik Bin Anas, Al-Mudaūūanah (Dār-ul-Kutub-il-`ilmiyah, 1415AH-1994AD) 2/548

<sup>43</sup>۔ السرخسی، المبسوط، 10/210

Al-Sarkhasī, Al-Mabsūt, 10/210

<sup>44</sup>۔ ابن قدامہ، المغنی، 6/115؛ محمد امین بن عمر ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، 1412ھ-1992م) 4/270

Ibn-e-Qudāmah, Al-Mughnī, 6/115; Muhammad Amīn Ibn-e-`ābidīn, Radd-ul-Muhtar Ala-al-Durr-il-Mukhtar ((Bīrūt, Dār-ul-Fikr, 1412 Ah-1992 AD) 4/270

<sup>45</sup>۔ مالک بن انس، المدونۃ، 2/548؛ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، 4/125؛ محمد العبدری، التاج والاکیل علی مختصر الخلیل، 2/80

Malik Bin Anas, Al-Mudaūūanah, 2/548; Al-Dusūqī, Hashīat-ul-Dusūqī `la-al-Sharh al-Kabīr, 4/125; Muhammad Bin īusuf Al-`abdarī, Al-Tāj Wal-Iklīl Li Mukhtasar Al-Khalīl (Dār-ul-Kutub-il-`ilmiyah, 1416AH-1994AD) 8/53; Muhammad Al-`abdarī, Al-Tāj Wal-Iklīl Li Mukhtasar Al-Khalīl, 2/80

## عام مسلمانوں کی ذمہ داری

اگر لقیط کے اخراجات پورے کرنے کے لئے نہ تو اس کا اپنا کوئی مال ہو، نہ بیت المال میں اس مقصد کے لئے وسائل دستیاب ہوں تو پھر اس کے اخراجات کو پورا کرنے بنیادی ذمہ داری اس کو اپنانے والے کی ہے لیکن اگر وہ بھی اس قابل نہ ہو یا پھر اس ذمہ داری کو نبھانے سے انکار کر دے تو ایسی صورت میں اس کی زندگی کی ضروریات کو پورا کرنا اسلامی معاشرے کے ہر اس شخص کی ذمہ داری بن جائے گی جو اس کے احوال سے واقف ہو۔ اب چونکہ اس بچے کے باپ کا علم نہیں تو اس کو یتیم شمار کیا جائے گا، اس کے پاس وسائل حیات نہیں لہذا اس کو فقیر و مسکین شمار کیا جائے گا اب وہ ضعیف و عاجز کے زمرے میں بھی آئے گا۔ الغرض ہر اعتبار سے اس کی اعانت معاشرہ کے خوشحال اور اصحاب ثروت پر لازم ہوگی اور لزوم کی اس جہت پر متعدد آیات قرآنی سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ<sup>46</sup>

"نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق و مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ (اصل) نیکی تو یہ ہے جو اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے اور اس کی محبت میں قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سولیوں اور غلاموں کو (اپنا مال) دے" اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ-لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ<sup>47</sup>

"اور وہ جن کے مالوں میں سولیوں اور محروم (لوگوں) کے لئے معین حصہ ہے"

اس سورت میں ایک تسلسل کے ساتھ ان لوگوں کی متعدد صفات کا تذکرہ ہے جو کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی جنتوں میں عزت و تکریم کے ساتھ رہیں گے اور ان متعدد صفات دو اوصاف کو اگر موضوع زیر بحث کے مطابق دیکھا جائے تو لقیط جو کہ وسائل حیات سے محروم ہے، کوئی اس کا پرسان حال نہیں اس کو اس حالت میں گود لینے والا یا اس پر خرچ کر کے اس کو ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرنے والا کیونکر قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی عطا سے محروم رہے گا جو کہ جنتوں میں عزت و تکریم کی صورت میں ہوگی؟ اور خرچ کی اس صورت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ شرک سے ممانعت اور عبادت کے لزوم کے حکم کے ساتھ ملاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۚ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا فَخُورًا<sup>48</sup>

<sup>46</sup>۔ القرآن، 2:177

Al-Qur'ān, 2:177

<sup>47</sup>۔ القرآن، 70:24-25

Al-Qur'ān, 70:24-25

<sup>48</sup>۔ القرآن، 4:36

Al-Qur'ān, 4:36

"اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریبی رشتہ دار ہمسایا، گھر کے ساتھ والا ہمسایا، ساتھ بیٹھے والا ہمسایا، مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ (نیکی کرو)، بے شک اللہ تعالیٰ ہر اترانے والے اور بڑھائی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا"

اس آیت مبارکہ میں متعدد افراد کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کا معاملہ کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر اترانے والے اور بڑھائے کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ اس سے واضح ہوا کہ لقیط جو کہ باپ کی عدم معرفت کی بنیاد پر یتیم ہے، وسائل حیات کی عدم دستیابی کی بناء پر مسکین ہے اور راستے میں پڑے ملنے کی بناء پر مسافر ہے تو اس سے بے اعتنائی برتنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی طرح ظالم جس طرح کہ شرک کرنے والا ظالم ہے اور یقینی طور پر یہ فعل اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ظلم عظیم ہے<sup>49</sup> جسکی کبھی معافی نہیں ہوگی<sup>50</sup> لیکن ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ آیت میں بیان کردہ ضرورت مندوں سے بے اعتنائی برتنے والوں محتال اور فخور قرار دیتے ہوئے اپنی محبت سے محروم قرار دیا ہے تو مفہوم مخالف یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا، شرک سے بچنے والا، والدین کی تکریم کرنے والا اور آیت کریمہ میں بیان کردہ افراد پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے ان کی ضروریات حیات کا سامان کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جائے گا اور یہی لقیط کے کفیل کا معاملہ ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأْتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا<sup>51</sup>

"اور رشتے دار کو، مسکین کو اور مسافر کو اس کا حق دے دو اور (مال) بے جا خرچ نہ کرو"

آیت مبارکہ میں بیان کردہ تینوں قسم کے افراد کو ان کا حق دینے کی بات ہو رہی ہے تو گویا حق تلفی کرنے والا اور سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے اور ان آیات میں جو موضوع زیر بحث ہے وہ ان ناداروں کی کفالت و نگہداشت کی بات ہو رہی ہے جو اسلامی معاشرہ میں باہمی تعاون کی صورت ہے کہ معاشرہ کے افراد کی روزمرہ کی ضروریات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ان سے بے اعتنائی برتنے والا اگر نمازی بھی ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی نمازوں کی کوئی وقعت نہیں اس لئے کہ وہ نماز کے فلسفہ کو نہ سمجھ سکا اور اس نے اپنے ساتھ وابستہ معاشرے کے افراد سے بے اعتنائی کا رویہ روار کھا۔ اس ذیل میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْإِيمَانِ - فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ - وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ<sup>52</sup>

Al-Qur'ān,31:12

<sup>49</sup>۔ القرآن، 31:12

Al-Qur'ān,4:48

<sup>50</sup>۔ القرآن، 4:48

Al-Qur'ān,17:26

<sup>51</sup>۔ القرآن، 17:26

Al-Qur'ān,107:1-3

<sup>52</sup>۔ القرآن، 107:1-3

"کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو کہ قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے۔ پس یہ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دلاتا"

اگر یتیم کو دھتکارنے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہ دلانے کا معاملہ قیامت کو جھٹلانے کے مترادف ہے تو وسائل کی دستیابی کی صورت میں اس کی کفالت سے بے اعتنائی اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا بڑا جرم ہوگا؟ لہذا ان قرآنی آیات سے یہی درس مل رہا ہے کہ لقیط کو بے یار و مددگار نہ چھوڑا جائے بلکہ انسانیت کی تکریم اور محروم الواسائل کی معاونت کے حکم کی اتباع میں اس کی دیکھ بھال اور ضروریات زندگی کی فراہمی معاشرہ کے تمام خوشحال افراد ہی اجتماعی ذمہ داری ہوگی اسی سورۃ الحاقۃ اور سورۃ الفجر میں بربادی کے اسباب پر مشتمل قباحتوں میں ایک قباحت مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہ دلانا قرار دیا ہے<sup>53</sup>۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے جو اوصاف بیان کئے ہیں ان میں سے مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلانا ہے اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھلانا ہے جیسا سورۃ الانسان میں ارشاد فرمایا:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا- إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا<sup>54</sup>

"وہ اس کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان کو کھلا کر کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں، (اس پر) ہم آپ (لوگوں) سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری نہیں چاہتے"

اس ذمہ داری کے احساس کو اجاگر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كفني للمراء ان يضيع من يقوت<sup>55</sup>

"کسی بھی آدمی (کی بربادی) کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس کو زندگی کا سامان فراہم کر سکتا ہے اسے ضائع کر دے"

رسالت مآب ﷺ کے اس فرمان کے مطابق کسی شخص کا کسی نادار و مفلوک الحال کی کفالت کی ذمہ داری اٹھانے کی پوزیشن میں ہو کر اس معاملہ میں بے اعتنائی برتنا اس کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اور یہ محض فرض نبھانے میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے ہے۔ اس لئے لقیط کے اخراجات کی ذمہ داری ایک اعتبار سے جمیع اہل ثروت پر ہوگی تاکہ اس کو ہلاکت سے بچایا جاسکے۔

ان تمام حقائق کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ معاشرہ میں معاونت احسان اور ہمدردی کی سب سے زیادہ اگر کسی کو حاجت ہے تو وہ لقیط ہے اس لئے کہ باقی بچوں کو کسی نہ کسی انداز میں کوئی نہ کوئی سہارا نظر آتا ہے مگر یہ وہ واحد ہے جو کہ ہر اعتبار سے بظاہر محروم الواسائل نظر آتا ہے لہذا اس

<sup>53</sup>۔ القرآن، 34:69؛ القرآن، 89:18

Al-Qur'ān, 69:34 and 89:18

<sup>54</sup>۔ القرآن، 76:8-9

Al-Qur'ān, 76:8-9

<sup>55</sup>۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: ابراہیم عطوۃ عوض (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1411ھ - 1990م) کتاب الزکوٰۃ، 1/575

Abū `abdullah Muhammad Bin `abdu Hākim, Al-Mustadrak `alā-Al-Shīhāim, Tahqīq: Ibrāhīm `atwah `aodh Bīrūt, Dār-ul-Kutub-il-`ilmīyah (1411 AH - 1990 AD) Kitāb-ul-Zakāt, 1/575

کی معاونت، دیکھ بھال اور اس پر احسان پورے معاشرہ کا فرض بن جاتا ہے۔ اگر معاشرہ کے افراد اس فرض کو نہیں نبھاتے تو فقہاء صراحت کے ساتھ ان سب کو گنہگار اور قابل مواخذہ قرار دیتے ہیں چنانچہ ابن قدامہ اس حوالے واضح طور پر لکھتے ہیں:

فَإِنْ تَعَدَّرَ الْإِنْفَاقُ عَلَيْهِ مِنْ يَبْتِ الْمَالِ، لِكُونِهِ لَا مَالَ فِيهِ، أَوْ كَانَ فِي مَكَانٍ لَا إِمَامَ فِيهِ، أَوْ لَمْ يُعْطَ شَيْئًا، فَعَلَى مَنْ عَلِمَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْإِنْفَاقَ عَلَيْهِ؛ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى} [المائدة: 2]. وَلَئِنْ فِي تَرْكِ الْإِنْفَاقِ عَلَيْهِ هَلَاكُهُ، وَحِفْظُهُ عَنْ ذَلِكَ وَاجِبٌ، كَانْفَاقِهِ مِنَ الْعَرَقِ. وَهَذَا فَرَضٌ كِفَايَةِ، إِذَا قَامَ بِهِ قَوْمٌ سَقَطَ عَنِ الْبَاقِينَ، فَإِنْ تَرَكَهُ الْكُلُّ أَتَمُّوا<sup>56</sup>

"اگر بیت المال میں مال نہ ہونے کی وجہ سے یا اس کے ایسی جگہ پر ہونے کی وجہ سے کہ جہاں کوئی امام (حکمران) ہی نہ ہو یا پھر (جس نے لقیط کو اٹھایا ہے اسے) کوئی شئی دی ہی نہ گئی ہو جسے اس (لقیط) پر خرچ کیا جاسکے تو ایسی صورت میں مسلمانوں میں سے جس کو بھی اس کا پتہ چلے اسی پر لازم ہو گا کہ وہ اس پر خرچ کرے، اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کا تعاون کرو" اور اس لئے بھی اس (لقیط) پر خرچ کرنے سے بے اعتنائی برتنا اس کو ہلاکت میں ڈالنا ہے جبکہ اس کو اس ہلاکت سے بچانا اسی طرح واجب ہے جس طرح کہ اس کے ڈوبنے کی صورت میں اس کو باہر نکالنا لازم ہے، اور یہ سب فرض کفایہ ہے کہ اگر چند لوگوں کو اس کو ادا کر دیں تو سب سے ساقط ہو جائے گا ورنہ سب کے سب گنہگار ہوں گے"

اسی طرح امام ابن حزم اس معاملہ کو اغنیاء کا فرض قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَفُرُصَ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ مِنْ أَهْلِ كُلِّ بَلَدٍ أَنْ يَقُومُوا بِفَقْرَائِهِمْ، وَيُجِبُهُمُ السُّلْطَانُ عَلَى ذَلِكَ، إِنْ لَمْ تَقُمْ الزُّكُوتُ بِهِمْ، وَلَا فِي سَائِرِ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَيَقَامُ لَهُمْ بِمَا يَأْكُلُونَ مِنَ الْقُوتِ الَّذِي لَا بُدَّ مِنْهُ، وَمِنْ اللَّبَاسِ لِلشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ بِمِثْلِ ذَلِكَ، وَبِمَسْكِنٍ يَكْتُمُهُمْ مِنَ الْمَطَرِ، وَالصَّيْفِ وَالشَّمْسِ، وَعُيُونِ الْمَاءِ<sup>57</sup>.

"اور ہر ملک کے مالداروں پر فرض کہ اپنے (علاقے کے) فقیروں کی ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کریں اور اگر زکوٰۃ اور مسلمانوں کے بیت المال کا مال ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ناکافی ہو تو حکمران ان کو اس بات پر مجبور کرے گا، پس ان کے لئے زندہ رہنے کے لئے ضروری خوراک، گرمیوں اور سردیوں کا لباس اور ان کو بارش، گرمی، دھوپ اور گزرنے والوں کی نظروں سے بچنے کے لئے رہائش کا اہتمام کرے گا"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اہتمام ایک وقت آتا ہے کہ پورے معاشرے کا فرض بن جاتا ہے اور ان ناداروں کی نگہداشت پورے علاقے کا فرض بن جاتا ہے اور لقیط جس کا کہ کوئی پرسان حال نہیں ہے اس کی نگہداشت اور ضروریات کا ازالہ تو بدرجہ اولیٰ ضروری عمل ہو گا۔

#### اخراجات کی مقدار

لا وارث بچے کے اخراجات کی مقدار کے حوالے سے فقہاء کا یہی نظریہ ہے کہ بچے کی ضرورت، خرچ والے کے احوال اور اس دور کی روٹین کے مطابق اس کے کھانے، پینے اور لباس کی ضرورت کے مطابق خرچہ کا تعین کیا جائے گا اور ڈاکٹر و صہبہ الزحیلی کے بیان کردہ نظریہ کے مطابق "ضرورت کا اعتبار کفایت کے مطابق ہی ہوتا ہے"<sup>58</sup> اور اس نظریہ کی بنیاد نبی کریم ﷺ کا حضرت ہندہ کے لئے فرمان ہے:

<sup>56</sup> ابن قدامہ، المغنی، 6/115

Ibn-e-Qudāmah, Al-Mughnī, 6/115

<sup>57</sup> علی بن احمد ابن حزم الاندلسی، المحلی بالآثار (بیروت: دار الفکر) 4/281

alī Bin Ahmad Ibn-e-Hazam Al-undalāsī, Al-Muhalla Bil Aāthār (Bīrūt, Dār-ul-Fikr) 4/281

<sup>58</sup> و صہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ (الجزائر: دار الفکر، 1412ھ) 7/769

Wahba-ul-Zuhailī, Al-Fiqh-ul-Islamī Wa Adillatuhu (Al-Jazair: Dār-ul-Fikr, 1412AH) 7/769

خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدَكَ بِالْمَعْرُوفِ<sup>59</sup>

"جتنا تیرے لئے اور تیرے بیٹے کے لئے کافی ہے اتنا لے"

نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے ان کی اپنی اور بچے کی ضرورت کے مطابق شوہر کے مال میں سے لینے کی اجازت دے دی مگر اس میں معاشرے کی روش، اپنی ضرورت اور شوہر کی حالت کا خیال بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے اس لئے قرآن کریم جہات بیویوں کے خرچہ کے حوالے سے شوہر کی ذمہ داری کو بیان کیا ہے وہیں معاشرتی روٹین کی قید بھی لگائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ عَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ<sup>60</sup>

"اور بچے کے باپ کو رواج کے مطابق عورتوں کے کھانے اور لباس کی ذمہ داری ہے"

اور جب فقہاء کی زبان میں ضرورت و کفایت کی بات کی جائے تو اس سے مراد یہ ہو گا کہ بچے کی انسانی جبلت کے مطابق ہر ضرورت پوری ہو رہی ہو اور کسی معاملہ میں خوشحال افراد اور اس میں فرق محسوس نہ ہو بلکہ یہ بچہ زندگی میں عام خوشحال معاشرتی طبقہ کے برابر نظر آئے<sup>61</sup> اور اخراجات کا فرق علاقہ، ملک یا شہر کے اعتبار سے یا خاندان کے اعتبار سے ہو گا لیکن مقصد اس بچے کی ضروریات کی تشفی ہے۔ اس معاملہ کی روح رسول اللہ ﷺ کے سوال کے جواز کے فراہم کردہ اس اصول میں نظر آتی ہے جس کے الفاظ ہیں:

حتى يصيب قواما من عيش أو سدادا من عيش<sup>62</sup>

"یہاں تک کہ وہ زندگی میں گذر بسر یا اس کی ضرورت کا سامان حاصل کر لے"

اس اصول میں نہ تو کسی زمانے کا تعین ہے اور نہ ہی کسی شہر یا گھرانے کا تعین ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ معیار و مقدار ضرورت متعین نہیں ہے بلکہ مرور زمانہ اور احوال زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے اور اسی تبدیلی کے مطابق کفایت کی مقدار متعین کی جائے گی۔ اب یہاں اس بات کا پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے کہ اس کفایت میں صرف کھانا پینا، لباس اور رہائش ہی نہیں ہے بلکہ اس میں خوبصورت گھر، صاف ستھرا

<sup>59</sup>۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النفقات، باب اذالمہ، نفق الرجل فللمراة ان تاخذ بغير علمه ما يكفيها وولدها بالمعروف، 7/65، رقم الحدیث: 5364

Bukhārī, *Al-Jāmi'ul-Sahih*, Kitāb-ul-Nafaqāt, Bāb-o-Idhā Lam ūfiq-il-Rajulu Fa-al-Maratu An Takhuza Bighair-e-'ilmihī Mā iakfihā Wa Waladihā Bil Ma'rūf, 7/65, Hadīth No.5364.

<sup>60</sup>۔ القرآن الکریم، 2:233

*Al-Qur'ān*, 2:233

<sup>61</sup>۔ یوسف ابراہیم یوسف، النفقات العامہ فی الاسلام (الدوحة، دارالتفانہ) 198

Yusuf Ibrahim Yusuf, *Al-Nafaqāt-ul-āmat-e-Fil Islām* (Al-Doha, Dār-ul-Thaqāfah), P: 198

<sup>62</sup>۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب من نحل له المسالۃ، 2/722، رقم الحدیث: 1044

Muslim, *Al-Jāmi'ul-Sahih*, Kitāb-ul-Zakāt, Bāb-o-Man Tahillu Lahu-ul-Masalah, 2/722, Hadīth No.1044.

لباس، صحت افزاء خوراک، تعلیم کے لئے کتب وغیرہ اور دیگر لازمی اخراجات اور ضرورت کے تحت سفر کے اخراجات سب شامل ہیں<sup>63</sup> اور اگر کسی بھی انسان کے لئے ضروریات کے مطابق اس معاملہ کو لیا جائے تو لقیط کی درج ذیل امور کو اس کی ضروریات میں شامل کیا جائے گا:

- i. بلاجد و مشقت اس کی جان بچانے کے لئے ضروری خوراک؛
- ii. ایسا لباس جو کہ اس کے ستر کو ڈھانپنے کے لئے کافی ہو اور اس کا معیار مرد و عورت کا وہ لباس ہے جس سے وہ نماز پڑھ سکیں؛
- iii. ایسی رہائش جو اس کو دھوپ، بارش اور گزرنے والے لوگوں کی نظروں سے محفوظ رکھ سکے؛
- iv. ایسی ادویات جو اس کی صحت اور جسم کو معتدل رکھ سکیں؛
- v. ایک جگہ سے دوسری جگہ بوقت ضرورت سفر کا مناسب وسیلہ؛
- vi. تعلیم اور اس کے لئے وہ ضروری اخراجات جو اس کی عقلی صلاحیت و سلامتی کی حفاظت کر سکیں؛
- vii. مختلف معاملات اور پیشوں سے متعلق ضروری اسباب کی فراوانی؛
- viii. قرضوں کی ادائیگی؛
- ix. شادی اور اس کے اخراجات؛
- x. سیاحت اور تفریح کے ذرائع (ایک اعتبار سے یہ وسائل سفر میں ہی شامل ہیں)، اور

یہ وہ تمام اخراجات ہیں جن کو فقہاء لقیط کی ضروریات میں شمار کیا ہے اور ابن عابدین نے تو اس لقیط کے فقر کی صورت میں اس کی شادی کے لئے اس کے مہر اور اس کی بیوی کے اخراجات بھی اس کی ضروریات میں شامل کئے ہیں<sup>64</sup> اور یہ سب بیٹے کے اخراجات کی باپ پر ذمہ داری پر قیاس کرتے ہوئے حکم لگایا گیا ہے مگر وصیہ الزحیلی نے شوائع اور حنابلہ کے موقف کے مطابق شادی کے لئے مہر اور پھر بیوی کے اخراجات کو منفق پر واجب قرار دیا ہے<sup>65</sup> اور اس صراحت کا مقصد لقیط کو ہلاکت سے بچانا اور اس کی پرورش کے لئے اس کی ضروریات کا ازالہ یقینی بنانا ہے تاکہ معاشرہ کے اس طرح کے نادار اور محروم الوسائل افراد کو باعزت زندگی بسر کرنے کا موقع ملے اور ان کو کمپرسی کی کیفیت اور عدم تحفظ کے احساس سے بچایا جاسکے۔

### خلاصہ بحث

اس مقالہ کے آغاز میں لقیط کی لغوی و اصطلاحی بحث سے کیا گیا ہے اور راستے میں ملنے والی ہر گری پڑی چیز لغوی اعتبار سے اور ایسا بچہ جس کے خاندان والے غربت و افلاس کی وجہ سے، بدکاری کے طعنہ کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے کسی جگہ پھینک جائیں اور اس کا کوئی ولی یا کفیل نہ ہو اور نہ ہی اس بچے

<sup>63</sup>۔ یوسف ابراہیم یوسف، النفقات العامة فی الاسلام، 200

īusuf Ibrāhīm īusuf, *Al-Nafaqāt-ul-ʿāmat-e-Fil Islām*, P:200

<sup>64</sup>۔ ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، 4/270

Ibn-e-ʿābidīn, *Radd-ul-Muhtar Ala-al-Durr-il-Mukhtar*, 4/270

<sup>65</sup>۔ وصیہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، 7/828

Wahba-ul-Zuhailī, *Al-Fiqh-ul-Islamī Wa Adillatuhu*, 7/828

کے نسب کا علم ہو وہ لقیط کہلاتا ہے۔ اس کے اخراجات کی کفالت کے اعتبار سے تین نظریات ہیں جن میں ایک تو اس کے اپنے مال سے خرچ کرنا ہے اور دوسرا اس کے اپنے مال کی عدم وجودگی میں بیت المال سے خرچ کرنا ہے اور تیسرا نظریہ ہے بیت المال کی بجائے یہ ذمہ داری خاص کر حاکم وقت کی ہے، چاہے وہ بیت المال سے یا معاشرہ کے کسی صاحب ثروت سے قرض لے کر اس ذمہ داری کو پورا کرے۔ جبکہ چوتھا نظریہ یہ بیان ہوا کہ یہ ذمہ داری عامۃ المسلمین کی ہے لہذا پورے مسلم معاشرہ کو مل کر اس ذمہ داری کو نبھانے چاہئے اور بے اعتنائی کی صورت میں قرآن پاک کی بیان کردہ وعیدوں کے مطابق ان سے معاملہ ہو گا۔ اسی سے متعلق ایک رائے فقہاء کی یہ سامنے آئی کہ عامۃ المسلمین میں جو اس بچے کو اٹھاتا یا اپناتا ہے وہ اس کے اخراجات کو پورا کرے گا کیونکہ وہ اقدام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اٹھا رہا ہے گویا کہ وہ اس ذمہ داری کو قبول کر رہا ہے۔ پھر ایک اہم مسئلہ اس بحث میں بیان ہوا کہ حاکم اگر قرض لیتا ہے تو کیا بچے کے مالدار ہونے کی صورت میں اس کو واپس کیا جائے گا کہ نہیں؟ اس ذیل میں فقہی آراء ائمہ کے دلائل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ آخر میں اس بچے پر خرچ کی مقدار کیا ہوگی اور اس کی ضروریات میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں ان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

## نتائج بحث

لاوارث یا لقیط کے اخراجات کی ذمہ داری سے متعلق ساری تحقیق بحث کے نتائج درج ذیل ہیں:

(۱) لقیط کو اٹھانا مسلم معاشرہ پر فرض کفایہ ہے؛

(۲) لقیط صرف راستے میں پڑا ملنے والا ولد الحرام ہی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی غربت سے تنگ آکر یا کسی اور سبب سے کسی بچے کو بے یار و مددگار پھینک دیتا ہے تو وہ بھی لقیط شمار ہوگا، اسی جنگ کی صورت میں یتیم ہونے والے وہ بچے جن کا نسب معلوم ہو، نہ خاندان اور نہ ہی کوئی کفیل ہو وہ بھی اسی قبیل میں شمار ہوں گے؛

(۳) لاوارث ملنے والے بچے کے ساتھ وابستہ یا قریب پڑا کوئی مال ملے تو وہ اس کی ملکیت شمار کیا جائے گا اور اس کی ضروریات اسی میں سے پوری کی جائیں گی مگر شوائف کا اس بارے میں موقف ہے کہ اس خرچ کی حاکم یا قاضی سے اجازت لینا لازم ہوگا اور اگر اجازت کے بغیر اس بچے پر خرچ کر دیا تو خرچ کرنے والا اس کا ضامن ہوگا؛

(۴) اگر لاوارث کا اپنا کوئی مال نہ ہو تو جمہور کا موقف ہے کہ اس کی کفالت مسلمانوں کے بیت المال سے کی جائے گی جبکہ شوائف کا موقف ہے کہ یہ خاص طور پر حاکم کی ذمہ داری ہے لہذا وہ یا تو مسلمانوں کے بیت المال سے یا کسی مالدار شخص سے قرض لے کر اس ذمہ داری کو نبھائے گا اور بعد میں اس کو واپس بھی کروائے گا؛

(۵) عمومی طور پر پورا مسلم معاشرے ایسے بچوں کی کفالت کا ذمہ دار ہے ہاں اگر کوئی ایک اس کے اخراجات کی کفالت اپنے ذمے لیتا ہے تو باقی سب کی جو ابد ہی ختم ہو جائے گی؛

(۶) اخراجات جن کو پورا کرنا لازم ہے ان میں اس کی خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، ضروری سفر اور شادی کے اخراجات معاشرے کے عام خوشحال فرد کی روٹین کے مطابق علاقے، زمانے اور خاندان کے اعتبار سے متعین کئے جائیں گے۔

## سفرشات

اس تحقیقی بحث میں لاوارث بچوں کے اخراجات سے متعلق ذمہ داریوں سے متعلق بحث کی گئی۔ ان بچوں کی نگہداشت اور بہبود سے متعلق اور بھی بہت سے امور پر جن پر توجہ اور تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق کے بعد جن امور پر توجہ ضروری ہے ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) بے سہارا بچوں کا نفسیاتی دباؤ کو ختم کرنے کے لئے معاشرتی کردار کو زیر بحث لایا جائے؛

(۲) ان بچوں کے گزر بسر کے سامان کے لئے اداروں اور شخصیات کی طرف دیکھنے کی بجائے معاشرتی سطح پر لوگوں میں آگاہی پیدا کی جائے اور شہری سطح پر سماجی تنظیموں کی تشکیل کر کے ایسے کی بہبود کا کام کیا جائے؛

(۳) محققین اپنا فرض نبھاتے ہوئے لاوارث بچوں کی کفالت کے دینی اور نفسیاتی فوائد کو سامنے لائیں تاکہ معاشرہ نفسا نفسی کی کیفیت سے نکل کر ایسے بچوں کی ضروریات کا ازالہ کرنے کا سامان کرے؛

(۴) انفرادی اور اجتماعی طور ایسے بے آسرا بچوں کے بارے پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا جائے کہ بچوں کی اس حالت میں ان کا اپنا کوئی قصور نہیں ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی معاشرہ کا امتحان ضرور ہے جس میں سرخروئی ان کی دنیوی اور اخروی فلاح پر منتج ہوگی۔

## کتابیات

### القرآن الکریم

Al-Qur'ān al-Karīm

ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع (مصر: مطبعة شرکة المطبوعات العلمية، 1327-1328)

Abū Bakr ibn Mas'ūd al-Kāsānī, Badā'ī' al-Şanā'ī' (Mişr: Maṭba'at Sharikat al-Maṭbū'āt al-'Ilmiyyah, 1327-1328)

ابوزہرہ، الاسلام و تنظیم المجتمع (بیروت: دار الفکر العربی)

Abū Zahrah, Al-Islām wa Tanzīm al-Mujtama' (Beirut: Dār al-Fikr al-'Arabī)

ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی، المصنف، کتاب الولاء، باب ولاء اللقیط (المجلس العلمی الہند)

Abū Bakr 'Abd al-Razzāq ibn Hammām al-Şan'ānī, Al-Muṣannaf, Kitāb al-Walā', Bāb Walā' al-Laḳīṭ (Majlis al-'Ilmī al-Hind)

ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الکفالة، باب من تکفل عم میت دینا فلیس له ان یرجع (دمشق: دار طوق النجاة، 1422ھ)

Abū 'Abdullāh Muḥammad ibn Ismā'īl al-Bukhārī, Al-Jāmi' al-Şaḥīḥ, Kitāb al-Kafālah, Bāb Man Takaffala 'An Mayyit Daynan Falaysa Lahu An Yarji' (Dimashq: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H)

ابو عبد اللہ محمد بن محمد الخطاب، مواہب الجلیل فی شرح المختصر الجلیل (بیروت: دار الفکر، 1412ھ-1992م)

Abū 'Abdullāh Muḥammad ibn Muḥammad al-Khattāb, Mawāhib al-Jalīl fī Sharḥ al-Mukhtaṣar al-Khalīl (Beirut: Dār al-Fikr, 1412H-1992M)

ابو عبد اللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، تحقیق: احسان عباس (بیروت: دار صادر، 1968م)

Abū 'Abdullāh Muḥammad ibn Sa'd, Al-Ṭabaqāt al-Kubrā, Taḥqīq: Iḥsān 'Abbās (Beirut: Dār Ṣādir, 1968M)

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: ابراہیم عطوۃ عوض (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1411ھ-1990م)

Abū 'Abdullāh Muḥammad ibn 'Abdullāh al-Ḥākīm, Al-Mustadrak 'alā al-Şaḥīḥayn, Taḥqīq: Ibrāhīm 'Aṭwah 'Awḍ (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1411H-1990M)

ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین الرازی، مفاتیح الغیب (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1420ھ)

Abū 'Abdullāh Muḥammad ibn 'Umar Fakhr al-Dīn al-Rāzī, Mafātīḥ al-Ghayb (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1420H)

ابو محمد محمود بن موسی بدر الدین العینی، البنایۃ شرح الہدایۃ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1420ھ-2000م)

Abū Muḥammad Maḥmūd ibn Mūsā Badr al-Dīn al-‘Aynī, Al-Bināyah Sharḥ al-Hidāyah (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1420H-2000M)

احمد بن الحسين بن علي ابو بكر البیهقی، السنن الکبریٰ، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1424ھ-2003م)

Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ‘Alī Abū Bakr al-Bayhaqī, Al-Sunan al-Kubrā, Taḥqīq: Muḥammad ‘Abd al-Qādir ‘Aḩā (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1424H-2003M)